منشور مفیدہ بہ اہل ملک

منجانب

جناب مولوی سید سراج الحسن صاحب بیرسٹرایٹ لا

مطبع انوارالاسلام حیدرآباد مین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ عالم پر نظر مجموعی ڈالنے اور ابتدا سے آخر واقعات تک کی کڑیوں کے سلسلہ پر غور کرنے سے سوا اسکے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اقوام عالم ایک غیر معلوم قوت کے زیر اثر ہیں۔ اور جس نہج سے وہ انکو جس طرف لیجانا چاہتی ہے وہ اُسطرف چلی جاتی ہیں۔ اور وہ قوت بالا کے انحراف سے معذور ہیں۔ اور کوئی دنیوی قوت اُسکے روکنے پر قادر نہیں صحیح معنی میں وہی شخص ریفارمر کہے جانیکا مستحق ہے کہ وہ مناسب وقت پر اس امر کو دریافت کر سکے کہ غیر معلوم قوت اُس قوم کو جسکا کہ وہ ممبر ہے کس جانب لیجا رہی ہے۔ اور اُسی کی مناسبت سے تدابیر مناسب اُسکی اصلاح حال کی تبلا سکے۔ اور اگر اُس نے قوت بالا کے رجحان کا غلط اندازہ کیا تو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیے کہ اُس کی تبلائی ہوئی تدابیر بوجہ غیر موزوں اور غیر وقت ہونے کے اُسکی قوم کو بجائے فائدہ پہنچانیکے مضر ثابت ہونگی۔ اندریں حالات لیڈران قوم کا یہ فریضہ ہونا چاہیے کہ امور بالا کے لحاظ سے ترقی ملک اور اصلاح قومی کیلیے ایسی تدابیر تبلائیں جو بلحاظ وقت صلاحیت قومی اور حالات مقامی موزوں اور برمحل ہوں۔ انھیں پر اُن کی کامیابی اور بارآوری کا انحصار ہے۔

اقوام عالم جس تیز رفتاری سے ترقیوں پر ترقیاں کر رہی ہیں اُن سے اس ملک کا مقابلہ کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کیسی پستی میں پڑا ہوا ہے۔ ایسی حالت کو محسوس کر کے ہر ہی خواہ ملک کا دل بغیر رنج و الم کیے نہیں رہ سکتا۔ لیڈران قوم اپنی اپنی سمجھ کے

موافق ترقی ملک اور اصلاح قوم کیلیے ایک عرصہ سے جدّ و جہد کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اُنکی جدّ و جہد اور جانفشانیاں زیادہ بکار آمد نہیں ہوئیں۔ اور نہ ملک نے خاطر خواہ ترقی کی۔ بلکہ بعض اعتبارات سے قوم کشاکشی میں مبتلا ہو گئی۔ جس سے گمان ہوتا ہے کہ یا تو انھوں نے غیر معلوم قوت کو بالکلیہ نظر انداز رکھا یا اُسکے رجحان کا غلط اندازہ کیا۔ ورنہ یقیناً تدابیر مناسبہ اور برمحل کی تلقین نہ کر سکے اور نہ اُنپر عمل ہو سکا۔ پس اسکی ضرورت ہے کہ لیڈرانِ قوم معلمہ تدابیر پر غور مکرر کر کے امور بالا کے لحاظ سے اُن میں مناسب ردّ و بدل یا تنظیم مناسب کر کے اُن کو موزوں اور برمحل بنائیں۔ اس خیال پر کہ شاید یہ اپیل قابل توجہ خیال کی جائے۔ میرے نزدیک جو ذرایع و وسائل ترقی ملک کے ہیں اُنکو اس امید اور استدعا کیساتھ پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اُن کو مفید اور قابل عمل تصور کرتی ہے تو اُن پر عمل کرے ممکن ہے کہ وہی باقتضاء رجحان قوت غیر معلومہ موزوں اور برمحل ہوں۔

یہ امر بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ایسی قوم جسمیں نہ تو احساس صالحہ ہو اور نہ صفات حسنہ مناسبہ وہ اُسوقت تک کسی نہج سے ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اُسکی اصلاح ابتدائی حالت سے شروع کر کے تدریجاً اُسکو اعلیٰ ترقی پر نہ لایا جائے۔ اگر اہل ہند تقلیداً ترقی یافتہ اقوام کے ترقی یافتہ ملک کے ذرایع و وسائل سے اصلاح کی کوشش کیجائے تو یہ کہنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ گویا کہ آیندہ کی ترقی کا بھی سدّباب کر دینا ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ تحصیل علوم و فنون و اکتساب صنعت و حرفت و واقفیت اصول تجارت وہ اسباب ہیں کہ جن سے قوم عملی قوم بنکر ترقی کے خوشگوار راستہ پر لگ سکتی ہے۔ مگر اسمیں بھی کچھ کلام نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے ہر ایک منفرداً یا بجائے خود ذاتہٖ ترقی ملک کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک بہ مناسبت صلاحیت قومی اور حالات مقامی ایسی تدابیر

اختیار نہ کی جائیں کہ جن سے اہل ملک باوجود فقدان احساس شوق اور صلاحیت امور بالا کے حاصل کرنیکے بغیر رہ ہی نہ سکیں۔ اُسکے لیے بہترین ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ ترقی ملک کے مذکورہ بالا ذرایع و وسائل اسطرح سے سموئے جائیں کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑ سکے اور ان ممتزجہ حالت میں وہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس نہج سے وا اور ساری کئے جائیں کہ ہر کہ و مہ کی اُن تک دست رسی بسہولت ہو سکے۔ اسی امتزاج منا اور سب کی اُن تک بسہولت رسائی ہی میں ترقی کا میابی کا راز مضمر ہے اسلیے کہ جسطرح سے علم بلا معیت دیگر ذرایع و وسائل مناسبہ ملک کیلیے چنداں مفید نہیں۔ اُسیطرح سے دوسرے ذرائع و وسائل بلا دستیاری علم زیادہ سودمند نہیں۔ ان سب کی نسبت لازم ملزوم کی سی ہے۔ اور بلا امداد ہمدگرے ہر ایک ناقص غیر کافی اور بے اثر ہے۔ ایک پر ضرورت سے زیادہ توجہ کرنا اور دوسروں کو یا تو بالکلیہ نظر انداز کرنا یا اُنپر مناسب توجہ نہ کرنا بجائے کسی مفید نتیجہ پر آمد کرنیکے مضر اثرات کے ظہور پذیر ہونیکا موجب ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ علم کے ایسے گراں قدر اور ضروری عنصر پر غیر معمولی توجہ کرنے اور دوسرے ذرائع و وسائل پر اُن کے شایان شان توجہ نہ کرنیکا یہ ناگوار نتیجہ ہے کہ علم کی کساد بازاری ہر طرف دیکھی جا رہی ہے۔ پڑھے لکھے آدمی بیچارے نان شبینہ کو محتاج مارے مارے پھرتے ہیں۔ اُنکو نوکری نصیب نہیں ہوتی۔ اور نہ اُن کا علم اُنکو وجہ معیشت بہم پہنچا سکتا ہے۔ بہرحال اسی افراط تفریط کا یہ تلخ ثمرہ ہے کہ للعہ یا عہ ماہوار پر سیکڑوں بلکہ ہزاروں پڑھے لکھے آدمی مل سکتے ہیں۔ مگر ایک جاہل سائیس تک عہ یا عے ماہانہ سے کم نہیں ملتا۔ اگر یہ کہا جائے تو غیر موزوں نہ ہوگا بلکہ امر واقعہ ہوگا کہ تحصیل علم نے گویا کہ اُنکو نکما بنا دیا۔ خواہ بخیال پڑھے لکھے ہونے یا محنت یا دوسرے کاموں سے معذور ہو جانیکی وجہ سے یا محنت مزدوری کو کسر شان سمجھنے کے وہ اسقدر بھی حاصل نہیں کر سکتے کہ جو بحالت جاہل ہونے اور دوسری

محنت اور مزدوری کے خوگر ہونے کے وہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر صورت حالیہ کے بدلنے کی جلد کوشش نہ ہوئی تو خوف ہے کہ حالت بد سے بدتر ہو جائے اور نتیجتاً جو لوگ علم کو جلب منفعت اور وجہ معیشت کی غرض سے حاصل کرتے ہیں وہ اُسکی کساد بازاری دیکھکر اور اُس کو غیر نتیجہ خیز خیال کر کے اُس سے کنارہ کش ہوتے جائیں گے اور رفتہ رفتہ قوم کی قوم ایام جاہلیت کی جانب گام فرسا دیکھی جائیگی۔ ایسے ناگوار اور تلخ نتائج کی روک تھام کیلیے اشد سخت ضرورت ہے کہ دوسرے ذرائع و وسائل پر اسطرح سے توجہ مناسب کیجائے کہ وہ اہل ملک میں رائج ہو کر علم کی کساد بازاری کو صرف روکنے ہی کا باعث نہ ہوں بلکہ اُنہیں سے ہر ایک ایک دوسرے کو جلا دینے کا موجب ہو۔

ممالک متمدنہ میں افراد قوم کو بکار آمد بنانے کیلیے یہ طریق مروج ہے کہ نونہالان قوم پہلے علمی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اُسکے اختتام پر صنعتی و حرفتی تعلیم کو شروع کر کے تکمیل کو پہنچاتے ہیں اسمیں منجملہ دیگر نقائص کے یہ بھی ایک بڑا نقص ہے کہ طلبہ کا وقت عزیز بہت صرف ہوتا ہے اور جن طلبہ کو علمی تعلیم کے ختم پر مکروہات زمانہ یا زیادہ عمر ہو جانے کی وجہ سے اتنا وقت نہیں ملسکتا ہے کہ صنعتی و حرفتی تعلیم حاصل کر سکیں۔ وہ اس نعمت سے بالکلیہ محروم رہجاتے ہیں اور اس نقص کی وجہ سے بکثرت افراد ملک باوجود دلی تمنا و آرزو کے اہم ترین وسائل ترقی ملک سے محروم رہکر ملک کو اُس پایہ پر پہنچنے سے باز رکھتے ہیں جسپر وہ بصورت دیگر پہنچ سکتا تھا

بہر حال تمام ممالک متمدنہ میں ترقی ملک کیلیے جو ذرائع و وسائل کام میں لائے جاتے ہیں گو وہ ناقص اور غیر کافی ہیں بریں ہمہ چونکہ وہاں کے باشندوں میں احساس کاملہ اور صلاحیت تامہ پیدا ہو چکی ہے اسلیے وہاں کے ذرائع و وسائل کی خامی یا نقص طرز تعلیم یا دوسرے ذرائع و وسائل کے حصول کے غیر مناسب وسائل وہاں کے لوگوں کی ترقی میں زیادہ حارج

نہیں ہوتے۔ اور جو کسر ترقی ملک کے ذرائع و وسائل کی خامی یا نقص طرز تعلیم یا دوسرے ذرائع و وسائل کے حصول کے غیر مناسب وسائل کیوجہ سے رہجاتی ہے اُسکی یگونہ تلافی فرداً فرداً کرلی جاتی ہے مگر یہاں کی حالت ہی دوسری ہے۔ نہ تو یہاں احساس صالح ہی موجود ہے اور نہ صلاحیت مناسبہ۔ اسلیے جیسا کہ اوپر لکھا گیا کہ ممالک متمدنہ کے ترقی ملک کے ذرائع و وسائل یہاں نہ تو بکارآمد ہیں اور نہ اُنپر عمل ہو سکتا ہے بلکہ مناسب اور قرین عقل وہی طریقہ ہو سکتا ہے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اسلیے ترقی ملک کے ذرائع و وسائل اسطرح سے سموئے جائیں کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑ سکے۔ اور ممالک متمدنہ کی طرح ذرائع مذکورہ بالا باہم پاک و منزہ بھی ہوں۔ اور وہ اسی ممتزجہ حالت میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس نہج سے عام اور ساری ہو جائیں کہ اُن تک ہر کہ و مہ کی ہر مقام پر دسترس بسہولت ہو سکے۔ اور جنکے اثرات مفیدہ سے متاثر ہوئے بغیر کوئی متنفس رہ ہی نہ سکے۔

فی الوقت ہندوستان میں ترقی ملک کیلیے جو جد و جہد ہو رہی ہے اسمیں بھی وہی افراط تفریط جلوہ نما ہے جسکا اوپر ذکر کیا گیا جسطرف دیکھو یونیورسٹیاں مدارس علمی تعلیم کی قائم ہو رہی ہیں اور ساری قوت علمی تعلیم پر صرف کیجا رہی ہے مگر دیگر ذرائع و وسائل جنمیں اہم عنصر صنعت و حرفت اور تجارت کا شامل ہے اُنپر اُنکی شایان شان توجہ نہیں ہو رہی ہے۔ کاش لیڈران قوم بجائے علمی تعلیم کے یونیورسٹیوں اسکولوں اور کالجوں کے قائم کرنے کے ایسی تعلیم گاہیں قائم کرتے جہاں صنعتی حرفتی اور تجارتی تعلیم دی جاتی۔ جو مذکورہ بالا افراط تفریط کے مضر اثرات کے روکنے کا باعث ہوتے۔ اظہار خیالات کی یہ غرض نہیں ہے کہ قومی کاموں پر اعتراض کیا جائے۔ بلکہ اصلی غرض اُس کی یہ ہے کہ میرے نزدیک جو ترقی ملک کے تدابیر اور صحیح اصول ہیں اہل ملک کے سامنے پیش کر دیے جائیں تاکہ اگر وہ مناسب تصور کریں

صحیح اصول پر عمل کرکے اپنی انتہائی آرزوؤں کو پورا کر سکیں۔ بظاہر یہی غرض اُن لیڈران قوم کی بھی معلوم ہوتی ہے جو ترقی ملک کیلیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اُن کی اور میری غرض واحد ہے۔ وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ملک کسی نہج سے اپنی شایان شان عظمت و وقار حاصل کرے اور اہل ملک خوشحالی اور فراغبالی کی دولت سے مالامال ہو جائیں۔ یہی میری بھی غرض ہے اور جس نقطہ پر وہ پہنچنے کے متمنی ہیں وہی میرا بھی مطمح نظر ہے۔ صرف اختلاف اُن ذرائع و وسائل کا ہے جن کے ذریعہ سے ہر دو نقطۂ واحد پر پہنچنے کے متمنی ہیں میرے نزدیک ہندوستان کی سی حالت کے ملک کے لیے جو ترقی ملک کیلیے ذرائع و وسائل تجویز کیے گئے ہیں یا جنپر عمل ہو رہا ہے وہ مناسب حال نہیں اور اُن سے ملک کا اپنی شایان شان ترقی کرنا ازبس مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اس موقع پر بلحوظ اصول بالا ایک ممتزجہ اسکیم دیجاتی ہے جسمیں وہ جملہ اوصاف موجود ہیں جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی اُسمیں ترقی ملک کے ذرائع و وسائل کا امتزاج اس نہج سے کیا گیا ہے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے وہ ایسی ممتزجہ حالت ہیں کہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس نہج سے عام اور ساری ہو جاتے ہیں کہ اُن تک ہر کہ ومہ کی دسترسی ہو سکتی ہے اور وہ اُن سے مستفید ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ یہ ایک بہت بڑی اسکیم کا مختصر سا خاکہ ہے جو میرے چند بکار آمد و ممکن العمل خیالات کے مجموعہ حصہ دوم جزو ثانی میں تفصیل سے دیا گیا ہے۔ وہ اسکیم یہ ہے۔

(١) موجودہ مدارس خصوصاً دیہاتی اور قصباتی مدارس میں بمناسبت تعداد طلبہ مناسب پیمانہ کے تعلیمی مزارع کا اضافہ کیا جائے۔ جہاں علمی تعلیم کے ساتھ نئے اصول پر زراعت کرنے کی علمی و عملی تعلیم بھی دی جائے اُسمیں جدید ترین آلات زراعت بغرض فروخت

اور عملی نمائش رکھے جائیں۔ اور قرب وجوار کے زراعت پیشہ حضرات کے سامنے جدید آلات کی وقتاً فوقتاً عملی نمائش بھی ہوا کرے۔ تاکہ وہ اُنکے فوائد اور طریق عمل سے واقف ہو کر اُنسے کام لینے پر راغب ہوں۔ مزید براں زراعتی تعلیم یافتہ طلبہ یا دیگر ماہر فن زراعت مستطیع وغیر مستطیع زراعت پیشہ حضرات کو دورہ کر کے نئے اصول کی علمی وعملی تعلیم اور مشورہ مفیدہ دیتے رہیں۔

(۲) موجودہ مدارس میں صنعت وحرفت کے اساتذہ کا اضافہ کر کے طلبہ کو علمی تعلیم کے ساتھ ساتھ صنعتی وحرفتی تعلیم دی جائے۔

الف۔ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار بڑھئی۔ لوہار۔ نداف وغیرہ اساتذہ کے ذریعہ سے ابتدائی علمی وعملی تعلیم شروع کیجائے اور یہ پہلا درجہ قرار دیا جائے۔

ب۔ طلبہ کی صلاحیت اور استعداد میں ترقی ہونے پر پہلے درجہ سے یگونہ ترقی یافتہ آلات کے ذریعہ سے تعلیم دیجائے۔ یا پہلے درجہ میں خاص استعداد اور صلاحیت کی تعلیم دی جائے اُس سے زیادہ صلاحیت یا استعداد پیدا کرنیوالا اسمیں نصاب قرار دیا جائے اور یہ دوسرا درجہ قرار دیا جائے۔

ج۔ جدید ترقی یافتہ دستی یا غیر دستی آلات سے تعلیم دیجائے اور یہ تیسرا درجہ قرار دیا جائے اور اس کا نصاب دوسرے درجہ سے بڑھا چڑھا ہوا ہو۔

د۔ انتہائی مدارج کے آلات جدیدہ یعنی اسٹیم یا بجلی سے چلنے والی مشنری کے ذریعہ سے صنعتی وحرفتی تعلیم دی جائے۔ اور یہ چوتھا درجہ قرار دیا جائے۔

ھ۔ مذکورہ بالا درجے بطور خاکہ کے دیئے گئے ہیں۔ بلحاظ ضرورت درجوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ہر درجہ کا نصاب کمیٹی ماہرین فن کے ذریعہ سے مقرر کیا جا سکتا ہے۔

و۔ ہر مدرسہ میں ضمن ج و (د) کے بموجب درجے قائم کرنیکی ضرورت نہیں بلکہ پہلے اور دوسرے درجہ یا اُسی مقدار کے نصاب کے درجے ہر مدرسہ میں قائم کیے جائیں۔ اور یہ رشیدیہ تعلیم تصور کیجائے۔ اور تیسرے درجہ یا اُسی مقدار کے نصاب کے درجے کی تعلیم اُن صنعتی اسکولوں میں دیجائے جو ہر ضلع میں قائم کیے جائیں۔ اور چوتھے درجہ یا اُسی مقدار کے نصاب کے درجہ کی تعلیم یا تو اُن صنعتی کالجوں میں دیجائے جو صدر مقامات پر قائم کیے جائیں یا اُن علمی صنعتی ممتزجہ یونیورسٹیوں میں دیجائے جو حسب ضمن قائم کیجائے۔ ہر طالبعلم کے لیے علمی تعلیم کیساتھ ایک صنعتی وحرفتی شاخ لینی لازمی گردانی جائے اور دوسری صنعتی وحرفتی شاخیں اختیاری۔

ح۔ ایسی صنعتی وعلمی تعلیم اگر ممکن ہو تو کم استطاعت اشخاص کیلیے مفت اور جبری قرار دیجائے اور جبری قرار دینا مناسب اور مصلحت نہ ہو تو اُس کو ایسی لالچ دلانیوالی بنانا چاہیے کہ جس سے اہل ملک اُسکی جانب راغب اور بوجہ فوائد اُسکو ذوق اور شوق سے حاصل کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔

ط۔ ذریعۂ تعلیم طلبہ کا اُن کی مادری زبان یا ہندوستان کی قومی زبان اُردو ہونا چاہیے غیر زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کے نقائص اظہر من الشمس ہیں۔ ہندوستان کے موانعات ترقی میں یہ بھی ایک بڑا سبب ہے۔

اُردو زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے میں یہ بڑی دقت معلوم ہوتی ہے کہ اُردو زبان میں علوم وفنون کی کتابیں موجود نہیں ہیں۔ اُنکی بہم رسانی منجملہ اور طریق کے اس ترکیب سے بلا دقت ہوسکتی ہے صنعتی وحرفتی تعلیم کیلیے ایسے اساتذہ منتخب کیے جائیں کہ وہ بلا وساطت کتب شعبہ واری لکچر دے سکیں۔ اور تعلیم بذریعۂ شعبہ واری لکچروں کے دی جائے۔ اور

ہر شعبہ کے لکچروں کے ختم اور مکمل ہونے پر انکو یکجا کر کے کتابی صورت میں طبع کرا دیا جائے۔ اس تدبیر سے ذریعہ تعلیم میں بہم رسائی کتب کا وسیلہ ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ سے چند ہی سال میں بلا کسی صرف اور وقت کے تمام علوم و فنون پر ہر مدارج کی کتب بکثرت فراہم ہو جاتی ہیں۔

ی۔ طرز بالا کے مدارس اس تعداد میں ہونے چاہئیں جو تمام ملک کیلیے کافی ہوں اور ہر شخص بسہولت اپنے اپنے مقام پر اُن سے مستفید ہو سکے۔ اگر سرکاری مدارس اس نوعیت کے کر دیے جائیں اور وہ اس تعداد میں بڑھائے جائیں کہ تمام اہل ملک کیلیے کافی ہوں تو فہو المراد ورنہ اہل ملک کو لازم ہے کہ خانگی مدارس قائم کریں۔ جو تمام ملک کیلیے کافی ہوں۔ اسوقت جسقدر خانگی مدارس قائم ہیں انکو اس طرز کے مدارس میں متشکل کر دینا چاہیے۔

ک۔ میونسپلٹیاں۔ بڑے بڑے زمیندار اور خوشحال و متمول اصحاب اپنے اپنے دائرہ اثر میں طرز بالا کے مدارس قائم کریں۔

ل۔ موجودہ نصاب تعلیم سے غیر ضروری شعبوں کو خارج کر کے اُنکے بجائے زراعتی۔ صنعتی و حرفتی تعلیم کو جگہ دیجائے۔

م۔ علمی و صنعتی و حرفتی تعلیم اس نہج سے دیجائے کہ جس سے اغراض تعلیم علمی و فنی پورا ہو سکیں جس سے موجودہ طرز تعلیم کے نقائص کا دفعیہ ہو جائیگے علاوہ صحت جسمانی جسپر بکار آمد کی تحصیل علمی و فنی کا دار و مدار ہے اُسپر بُرا اثر نہ پڑ سکے جو موجودہ طرز تعلیم سے عموماً عائد ہوا کرتا ہے۔

ن۔ صنعتی و حرفتی طلبہ کی تعلیم ختم ہونے پر یا تو انکو مناسب خدمت دلائی جائے یا انکو مالی اور آلاتی امداد دیجائے تاکہ وہ اپنا کارو بار بسہولت چلا کر اپنی آپ مدد کرنے کے قابل ہو سکیں۔ ایسی دی ہوئی رقم اور قیمت آلات انکی سے باقساط مناسب وصول کیجا سکتی ہیں

س۔ اُن لوگوں کیلیے جو بوجہ ملازمت یا دیگر اسباب کے متعلّم طلبہ کے مدارس مذکورہ سے
مستفید نہیں ہوسکتے۔ اس طرز کے مدارس شبینہ قائم کیے جائیں تاکہ وہ بھی ا
موافق کسی کیسی فن کو حاصل کرکے بکارآمد افراد قوم بن سکیں۔

۳۔ ہندوستان کی حالت کیلیے اسکی بھی ضرورت ہے کہ علمی و صنعتی م
قائم کیجائیں اور اُن میں علمی و فنی امتزاج اس اسکیم کے موجب کیا جائے جہا
افراد علم و فن سے مزین ہو کر برآمد ہوسکیں۔

اگر اس اسکیم پر مکمل طریقہ سے عمل کیا گیا تو چند ہی سال میں تمامی اہل ملک زیور علوم و فنون سے مرصع اور عملی افراد بنکر اپنے اور قومی فرائض کی سرانجام دہی کی پوری صلاحیت رکھ سکیں گے جو اپنے بل بوتے پر کھڑے ہونیکے قابل جنکا مطمح نظر صرف ملازمت یا دوسروں کی دست نگری نہ ہوگی بلکہ وہ اس سے بے نیاز ہو کر میدان عمل کے سورمان اور قومی اکھاڑے کے شہزور مرد آزما ہونگے اور یہ ظاہر ہے جب ایسی خصوصیات رکھنے والے افراد سے قوم مرکب ہو تو وہ صحیح معنی میں مستغنی عن الغیر کہے جانے کی مستحق ہے یا بالفاظ دیگر اسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ انکو سوراج حاصل ہوگیا۔ اگر کسی قوم کو خصوصیات بالا حاصل نہ ہوں۔ تو گو دوسرے جہات سے کیسی ہی آزادی اسکو نصیب ہو وہ مستغنی عن الغیر کی تعریف میں کسی نہج سے نہیں آسکتی۔